

# شاہ ولی اللہ کی تالیفات پر ایک نظر

غلام مصطفیٰ قاسمی

(۶)

## (۱۱) حجت اللہ البالغہ

شاہ صاحب کی جملہ تالیفات میں سے یہ معرکہ الآراء اور عالمی شہرت کی کتاب ہے اور یہ بھی سفرِ عربین سے واپسی کے بعد کی تالیف ہے اور علمِ حدیث کے اسرارِ دین کے فن میں داخل ہے۔ مولف امام علمِ حدیث کے درجات پر بحث کرتے ہوئے اس کتاب کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں (ترجمہ) ہمارے نزدیک حدیثوں کے متعلق تمام فنون میں سے سب سے زیادہ باریک اور گہری بنیاد والا اور دور دور تک روشنی پہنچانے والا فن اور اسلام کی شریعت کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام علموں میں سب سے اونچے درجے کا علم وہ ہے جس کا نام ہم علمِ اسلام دین رکھتے ہیں۔

اس علم میں اس بات پر بحث ہوتی ہے کہ حدیثوں میں جو حکم دیئے گئے ہیں وہ کیوں دیئے گئے ہیں؟ ان میں کیا حکمتیں ہیں؟ وہ کیا ضرورتیں ہیں جن کی وجہ سے حکموں میں درجے پیدا کئے گئے ہیں۔ یعنی کسی کو کم ضروری اور کسی کو زیادہ ضروری اور کسی کو بہت ہی ضروری بنایا گیا ہے۔ اس علم کے فوائد کیا ہیں؟ اس پر بھی مصنفِ علام نے اس طرح روشنی فرمائی ہے۔ (ترجمہ) یہ وہ علم ہے جس کے مطالعہ سے انسان میں بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ گویا

شرعی قانون کی محکموں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اس لئے حدیث کے عام علموں کی جن کا اد پر ذکر آچکا ہے اس علم۔ علم اسرار دین سے وہی نسبت سمجھنی چاہیئے جو شعر پڑھنے والوں کو علم عرفی سے ہے۔

جو شخص اس علم کا پوری طرح باہر ہو جائے وہ پھر اندھیری رات میں کنگڑیاں جمع کرنے والے کی طرح نہیں ہوتا۔ جو کبھی کلکڑی کی جگہ سانپ پر بھی ہاتھ ڈال بیٹھتا ہے نہ وہ سیلاب میں غوطہ لگانے والے کی طرح ہوتا ہے کہ موتی کی تلاش میں اپنی جان بھی کھو بیٹھتا ہے۔

اس کتاب کی تصنیف کے کیا اسباب تھے، اس کو آپ مصنف علام کی اس تحریر سے معلوم کریں جو آپ نے اس کتاب کے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے۔ (ترجمہ) ایک روز میں عصر کی نماز پڑھ کر اللہ سے دھیان لگائے بیٹھا تھا کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ حضرت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک روح آتی ہے اس نے مجھے کوئی چیمڑا ڈھائی اور مجھے ایسا خیال ہوا گویا کوئی چادر مجھ پر ڈالی گئی ہے۔ اس حالت کا مطلب میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ دین اسلام کو ترقی طرز سے بیان کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ اس دن سے میں اپنے سینے میں ایک نور سا پاتا ہوں جو ہر وقت پھیلتا جاتا ہے۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد مجھے الہام ہوا کہ میرے متعلق یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں ایک نیک دن دین کا یہ بڑا کام ضرور کر دوں گا۔ اب زمین اپنے رب کے حکم سے جگمگا اٹھی ہے اور غریب کے وقت شعاعیں انسانوں پر اسی طرح پڑنے لگی ہیں جسے طلوع کے وقت پڑتی تھیں اور مجھے یہ معلوم ہوا کہ اب وقت آگیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اس زمانے میں سائنٹفک دلیلوں سے پوری طرح ثابت کی جائے۔ اس کے بعد میں نے حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ کو خواب میں دیکھا۔ اس وقت میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ مجھے ایسا خیال ہوا کہ گویا انہوں نے مجھے ایک قلم دے کر فرمایا کہ یہ ہمارے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلم ہے۔

اس کے بعد میں بہت دیر تک سوچتا رہا کہ اس علم پر ایک چھوٹی سی کتاب لکھوں جو ایسی سلیبی ہوئی ہو زبان میں ہو کہ اسے شہری اور دیہاتی برابر سمجھ سکیں۔ اوردہ عام اور خاص مجلسوں میں پڑھی جاسکے اس کے چند سطر بعد آگے فرماتے ہیں۔

اب میری یہ حالت تھی کبھی تو ایک قدم آگے بڑھتا تھا اور کبھی ایک قدم پیچھے ہٹا لیتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے قابل عزت و درست محمد جو عاشق کے نام سے مشہور ہیں اس علم - علم اسرار دین کی قدر و قیمت اور اس کے بلند مرتبہ سے واقف ہو گئے۔ انہیں الہام کے ذریعہ سے یہ بات اچھی طرح یقین کے ساتھ معلوم ہو گئی کہ انسانی نوحہ کی سعادت اس علم کی گہری باتوں کی تحقیق کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی۔ الخ

ان عبارات سے اس علم کی اہمیت کے ساتھ یہ بات بھی مصنف علام کی تحریر سے واضح ہو گئی کہ مصنف کو اس علم میں کتاب لکھنے کا ارادہ تو پہلے سے پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن اس ارادہ پر عمل پیرا ہونے میں تاخیر ہوئی اس کا بھی مقدمہ میں ذکر موجود ہے۔

کتاب کی وجہ تسمیہ کے متعلق مولف امام فرماتے ہیں۔ (ترجمہ) قرآن حکیم کی ایک آیت میں آیا ہے کہ واللہ الحجة البالغة۔ اس آیت میں انسان کی ذمہ داری اور اس کی کمزوریوں کے پھل اور خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے قوانین کی حکمت کی طرف اشارہ ہے چونکہ یہ چھوٹی سی کتاب اسی علم کی شاخ ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا نام حجة اللہ البالغة رکھا جائے۔

اس کتاب کے متعلق حیات ولی کے مولف رقمطراز ہیں۔ یہ کتاب (حجة اللہ) یوں توفیق و حدیث کے متعلق لکھی گئی ہے لیکن حقیقت میں فقہ، حدیث، اخلاق، تصوف، فلسفہ، پانچوں مضامین کا مذاق پایا جاتا ہے گویا ان پانچوں علوم کا عطر و مغز اس کتاب میں بھر دیا گیا ہے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں۔ علامہ ابوالطرب نے اس کی نسبت اپنی وزنی رائے اس طرح ظاہر کی ہے۔

یعنی کتاب حجة اللہ البالغة اگرچہ علم حدیث میں نہیں ہے، لیکن اس میں بہت سی حدیثوں کی شرح اور ان کے اسرار و حکمتیں بیان کی گئی ہیں حتیٰ کہ اپنے فن میں بے نظیر ثابت ہوئی ہے اور کسی اور کتاب کو کسی طرح بھی اس پر سبقت نہیں ہوئی۔ زمانہ ہجرت سے

اس کتاب اگرچہ در علم حدیث نیست اما شرح احادیث بسیار در آن کرده و حکم و اسرار آن بیان نموده تا آن کہ در فن خود غیر مسبوق علیہ واقع شده و مثل آن درین دوازده سال ہجرت پہنچ یکے از علمائے عرب و عجم تصنیف موجود نیامده و من جملہ

تصانیف مؤلفش مرضی بودہ است فی الواقع لے کر اس وقت تک کہ بارہ سو سال ہو چکے ہیں علمائے عرب و عجم میں کسی کی ایسی لاثانی تصنیف موجود نہیں ہے غرض کہ یہ کتاب مؤلف کی تمام تصانیف میں عمدہ اور بہتر تصنیف ہے اور حقیقت میں اس سے بہت کچھ زیادہ ہے۔

ماہنامہ "الاسلام" کے فاضل مدیر مولانا محمد منظور نعمانی اپنے ایک مقالہ میں "حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ اذان کے کام کا مختصر تعارف" اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اس کتاب کو پورے "اسلام" کی شرح کہا جاسکتا ہے۔ میں اپنی زندگی میں کسی بشر کی کتاب سے اتنا مستفید نہیں ہوا۔ جس قدر کہ اس کتاب سے خدائے مجھے فائدہ پہنچایا۔ میں نے اسلام کو ایک مکمل مرتبطہ الاجزاء نظام حیات کی حیثیت سے اس کتاب ہی سے جان لیا، دین مقدس کی ایسی بہت سی باتیں جن کو پہلے میں صرف تقلید مانتا تھا۔ اس جلیل القدر کتاب کے مطالعہ کے بعد الحمد للہ میں ان پر تحقیقاً اور علی وجہ البصیرت یقین رکھتا ہوں۔

مولانا موسوی اسی مقالے میں دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ اگر ماہرین اقتصادیات و معاشیات کی کوئی تاریخ لکھی جائے تو اس میں بھی شاہ صاحب کا تذکرہ نہایت نمایاں طور پر ہوگا صرف حجتہ اللہ البالغہ اور بدر بازغہ میں ابواب اتفاقات کے ذیل میں انہوں نے اقتصاد و اور معاشی مسائل پر جو کلام کیا ہے۔ اور جو اصول اس سلسلہ میں مرتب کئے ہیں اگر کوئی حکومت نیک دلی اور دیانت داری کے ساتھ ان کو اپنے دستور اساسی قرار دے لے تو یقیناً انشاء اللہ اس کی فکر و بین وہ ہمہ گیر بنے پینی اور طبقاتی کش مکش پیدا نہ ہوگی جو اقتصادی اور معاشی الجھنوں ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور فی زمانہ جس نے قریباً ہر ملک کے باشندوں سے چین و اطینان اور زندگی کا سکون چھین لیا ہے۔ اور بنی آدم کی غالب اکثریت حق میں جینے ہی

ہی اس دنیا کو دوزخ بنا دیا ہے۔

اس کتاب کی اسلامی ممالک میں پہلی بار ۱۹۶۶ء میں بولاق مصر کی طرف سے دو جلدوں میں اشاعت ہوئی۔ (۱) صاحب لباب المعارف العلمیہ حجتہ اللہ البالغہ کے تحت لکھتا ہے: حدیث بنوی کی حکمت اور فلسفی کو بالتفصیل بیان کیا ہے خصوصاً کتاب کا پہلا حصہ نہایت ہی اعلیٰ فلسفیانہ مضامین پر مشتمل ہے، کیفیت خصوصیت میں لکھتا ہے۔ مطبوعہ ہند۔ خوشخط اور صحیح نسخہ۔

(۲) مصر میں بولاق کے بعد اس کا دوسرا ایڈیشن ادارہ لطافت منیریہ کے مالک اور مدیر محمد نیر دشتی کی طرف سے ۱۳۵۶ھ میں دو جلدوں میں شائع ہوا تھا۔ جس کے ماسشیہ پر کچھ توضیحی نوٹ بھی تھے حال ہی میں سید سابق کی تحقیق کے ساتھ دارالکتب الحدیثیہ قاہرہ کی طرف سے ڈی سی کے ۸۸۶ صفحات پر ایک جلد میں نیا ایڈیشن شائع ہوا ہے، اس میں مطبوعہ منیریہ سے حواشی میں کچھ اضافہ کیا گیا ہے۔

حجتہ اللہ البالغہ کے قلمی نسخوں کے متعلق ڈاکٹر زبید احمد چارنسخوں کا ذکر کیا ہے۔ بالیکپور ۵۸، رامپور ۳۳۴، برلن ۱۳۸۱ اور قاہرہ کا نسخہ۔ (۳) ہمیں ان قلمی نسخوں کے متعلق یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کب کے لکھے ہوئے ہیں۔

### ایک تاریخی قلمی نسخہ

حجتہ اللہ البالغہ کا ایک قدیم قلمی نسخہ ہمیں حال ہی میں سندھ کی مشہور علمی لائبریری پیر محمد دین مولانا الحافظ الحاج پیر محب اللہ شاہ کے ہاں دیکھنے میں آیا جو شاہ دلی اللہ صاحب کی وفات کے سات سال بعد اس کی کتابت ہوئی ہے اور کاتب کا نام محمود بن محمد ہے جو کہ سندھ میں کی ایک مشہور قوم پلیجہ کا فرد ہے۔ اس نسخہ کی کتابت کی تاریخ جمعرات بعد عشر ۹ رجب ۱۱۸۳ھ بتائی گئی ہے۔ اس کی کتابت میں کاتب نے اپنے فن کتابت کا اس طرح مظاہرہ کیا ہے کہ اتنی

۱۔ اکتفاء الفتوح بابو مطبوع ۱۳۴۲ء تالیف ایدورد فندیک

۲۔ لباب المعارف العلمیہ فی مکتبۃ دارالعلوم الاسلامیہ ۱۳۶۰

۳۔ کتبہ بیرون آف انڈیا ٹواریک لٹریچر ۲۵۹ ۳۳۳

فہم کتاب کو صرف ایک سو چوبیس ڈیجی سائمنز کے اوراق میں ختم کیا ہے اور لطیف یہ ہے کہ تحریر پر بھی صاف ہے اور یہ نسخہ اعلیٰ درجہ کی صحت کا حامل ہے۔ کتاب کے آخر میں کاتب کی طرف سے یہ عبارت مسطور ہے:۔ وقع الفراغ من تحریر الحجۃ البالیغہ بعد العشاء الاخر لیلۃ الخمیس تاسع شہر رجب الفرد المحرم ۱۲۸۳ ھ ثلاث و ثمانین و مائتہ بعد الالف من الهجرة علی ما جہا افضل الصلوٰات و اشرف التسلیٰات علی ید ارجوح العباد الی ربہ المعبود مسکین محمود بن محمد الملقب بالطاہر بن محمود بلیغہ کھڈی عفی اللہ عنہ و رحمہ والدیہ و آباؤہ مع المؤمنین۔ کھڈی حیدر آباد کے نواح میں کوئی گاؤں ہے۔

شاہ ولی اللہ اکاڈمی کی طرف سے یہ کوشش جاری ہے کہ اس تحریر پر صحیح قلمی نسخہ کا عکس لے کر شائع کیا جائے۔ اور آخر میں ولی اللہ فلسفہ کے شارح مولانا عبید اللہ سندھی کی عربی میں حجتہ اللہ البالیغہ کی شرح بھی شائع کی جائے۔ اس کے لئے ابتدائی مرحلہ پر کام شروع ہو گیا ہے اگر یہ صورت عمل میں آگئی تو علمی دنیا میں اس کتاب کی سب سے بڑی علمی خدمت ہوگی۔ شاہ صاحبؒ نے اس کتاب کے آخر میں اسرار دین کے متعلق جو عالمانہ رائے کا اظہار فرمایا ہے اس کا پہلا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس عبارت سے اس فن میں کتاب اور مؤلف علامہ کے مقام اور مرتبہ پر روشنی پڑتی ہے؟ شاہ صاحب فرماتے ہیں (ترجمہ) جو کچھ ہم اس کتاب حجتہ اللہ البالیغہ میں لکھنا چاہتے تھے وہ لکھ چکے اور جس شرط کا ہم نے التزام کیا تھا اس کی بھی خلاف ورزی نہیں کی لیکن یاد رکھو شریعت کے جو اسرار ہمارے سینہ میں محفوظ ہیں وہ سب کے سب اس کتاب میں ہم نے ذکر نہیں کئے آگے فرماتے ہیں باریں ہمہ یہ بھی ایک امر واقعہ ہے کہ جن اسرار کو ہم جانتے ہیں اہل حق کا علم اللہ نے ہمیں بخشا ہے وہ اس کا عشر عشر بھی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا تھا۔ ظاہر ہے کہ آپ کی امت کے کسی فرد کو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت ہو سکتی ہے جن کے قلب مبارک پر قرآن مجید کا نزول ہوا اور جن کو روح القدس سے ہم کلام ہونے کا شرف حاصل تھا۔ پھر بھی جو اسرار اور علوم آپ کے سینہ اطہر میں محفوظ تھے ان کو ان اسرار و حقائق اور ان حکم و معامع کا جزو حقیر بھی بشکل کہا جا سکتا ہے جن کا علم خالق تعالیٰ کو ہے اس حقیقت کو خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہو کر اس طرح ظاہر کیا۔ میرے اہل ہمارے علم کو اللہ کے علم سے یہی نسبت ہے جو سب کے لئے جو پختہ ہیں پانی لینے کو اس دریا سے پیکر ان سے ہے۔